فہرست موضوعات

پیش لفظ

الحمدللہ وکفیٰ، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی،اما بعد!

مسئلہ تکفیر اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں ایک اہم اور مسلمہ مسئلہ ہے۔اور آئمہ اہل السنۃ سے دونوں قسم کی تکفیر(مطلق اور معیّن) ثابت ہے۔ بلاشبہ مخصوص، استثنائی اور ناگزیر حالات میں دین اسلام کی حفاظت کے پیش نظر تکفیر کا مسئلہ شرعی حکم میں داخل ہے لیکن فی زمانہ حالات کے جبر، حکمرانوں کے ظلم واستحصال جیسے اسباب نے تکفیر کے مسئلے کو شرعی حکم سے زیادہ ردعمل،انتقامی کاروائی اور استثنائی سے زیادہ عمومی حکم کا درجہ دے دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ دین کا ایک اہم مسئلہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے اس تحریر میں ان بنیادی وجوہات کو اجاگر کیا گیا ہے کہ جن کی بنیاد پر مسئلہ تکفیر فتنہ تکفیر بنتا ہے اور ہمارے معاشرے کے مخلص اور دین کا درد رکھنے والے افراد کو نگلتا چلا جاتا ہے ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ حق بات کو بیان کرنے کی توفیق دے اور اسے قبولیت بخشے۔آمین

احقر العباد

ڈاکٹر عبداللہ السلفی

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين ولا عدوان الا على الظالمين وصلى الله وبارك وسلم على خير خلقه وعلىٰ اله وصحبه اجمعين،ومن اهتدىٰ بهديته الىٰ يوم الدين وبعد!

اہل السنۃ کے ہاں اس مسئلہ تکفیر میں اصول وضوابط کاالتزام اوراس مسئلہ میں کلام کے اہل لوگوں کی وضاحت اچھی طرح کر دی گئی ہے۔ مگر آج کل تکفیری لوگ (جو لوگوں کی بلا دلیل وغیر منصفانہ تکفیر کرتے ہیں) دعویٰ کرتے ہیں کہ کوئی بھی معیّن تکفیر (کسی معیّن مسلمان کو کافر قرار دینا) کر سکتا ہے اور تکفیر کرنے کے بعد اس کو معاشرہ میں واضح کرنا اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں اور اس چیز کا انکار کرتے ہیں کہ تکفیر معیّن صرف جید علماء اور فقہاء کا کام ہے۔

تکفیری یہ کیوں کہتے ہیں ؟اس لیے کہ جن کی وہ تکفیر کر رہے ہوتے ہیں مثلا معین حکمران وغیرہ، علماء اہل السنۃ (جن سے خود تکفیری حضرا ت عقیدہ، تفسیر اور فقہ لیتے ہیں) وہ ان حکمرانوں کی معین تکفیر نہیں کر رہے ہوتے۔

یہاں سے یہ مسئلہ تکفیر فتنہ کی شکل اختیار کرتا ہے آجکل علماء اہل السنۃ حکمرانوں کی تکفیر معین نہیں کرتے، تو یہ تکفیری حضرات اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں اب یہ کام ان پر اور ہر عام آدمی پر لازم ہے کہ چاہے وہ تکفیر معین کے اصول وضوابط جانے یا نہ جانے وہ اس کا مکلف ہو یا نہ ہو (یقیناً مکلف تو اہل علم ہی ہیں) وہ لوگوں کو کافر قرار دے گا خاص طور پر حکمرانوں کو معین کر کے، لہذا بغیر علم اور آگاہی کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنا انکا پسندیدہ مشغلہ ٹھہرا!!

کسی خاص شخص کی تکفیر کون کرے گا اور کن شروط و قیود پر کرے گا؟ ایک قابل وضاحت مسئلہ ہے مگر تکفیری حضرات اس مسئلہ کو کبھی واضح نہیں کرتے، مقصد صاف ہے تاکہ وہ اس پر خطر کام کو اس طرح مسخ کریں کہ لوگ انہیں حق پر اور اہل السنہ کے علماء کو حقیر و گمراہ جانیں۔

یہ عام عادت ہے کہ تکفیری حضرات لوگوں کی نظر میں اہل علم کی اتنی تحقیر کر دیتے ہیں کہ لوگ اس مسئلہ میں الجھ جاتے ہیں۔ اب ہم اصل بحث کی طرف آتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ مسئلہ تکفیر کب فتنہ تکفیر بنتا ہے؟

الشیخ ابو عمیر سلفی حفظه الله

مسئلہ تکفیر کی بحث

الحمدالله والصلاة والسلام على رسوله الكريم ـ اما بعد!

والصلوة والسلام على رسوله محمد وصحبه الكرام، ومن تبعهما بإحسان إلى يوم بعث الأجساد والأجسام۔

سلف صالحین نے مسئلہ تکفیر کی بنیادوں کو بھرپور انداز میں نمایاں کیا ہے اس مسئلے میں جو دو بنیادیں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں ان میں سے ایک تکفیر کی اقسام کے لحاظ سے ہے جبکہ دوسری اس شخص کے لحاظ سے ہے جس کی تکفیر کی جارہی ہو۔

تکفیر کی اقسام

سلف صالحین نے تکفیر کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں:

1۔ تکفیر غیر معین

2۔ تکفیر معین

سلفی علماء تکفیر غیر معین کے قائل ہیں بلکہ مسلمانوں میں سے کسی کا بھی اس میں کوئی اختلاف مروی نہیں ہے۔ تکفیر غیر معین ہر کوئی کر سکتا ہے۔اسی طرح سلفی علماء تکفیر معین کے بھی قائل ہیں لیکن چونکہ تکفیر معین میں 'تحقیق المناط' ہوتی ہے جو اجتہاد کی ایک قسم ہے لہذا

یہ کام درجہ اجتہاد پر فائز مستند علماء کی ایک جماعت ہی کر سکتی ہے' ہر ایرے غیرے کو اس کی اجازت نہیں ہے۔ سلفی علماء کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو حضرات مستند اہل علم میں سے نہ ہوں اور پھر بھی تکفیر کرتے ہوں تو عامۃ الناس کے لیے ایسے تکفیری حضرات کے ساتھ بیٹھنا بھی حرام ہے۔

اس ضمن میں شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز جبرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" ولهذا ينبغى للمسلم أن لا يتعجل فى الحكم على الشخص المعين أو الجماعة المعينة بالكفر حتى يتأكد من وجود جميع شروط الحكم عليه بالكفر وانتفاء جميع موانع التكفير فى حقه وهذا يجعل مسألة التكفير المعين من مسائل الاجتهاد التى لا يحكم فيها بالكفر على شخص أو جماعة أو غيرهم من المعينين لا أهل العلم الراسخون فيه لأنه يحتاج ا لى اجتهاد من وجهين : الأول معرفة هذا القول أوا لفعل الذى صدر من هذا المكلف مما يدخل فى أنواع الكفر الأكبر أو لا؟ والثانى : معرفة الحكم الصحيح الذى يحكم به على هذا المكلف وهل وجدت جميع أسباب الحكم عليه بالكفر وانتفت جميع الموانع من تكفيره أم لا...كما أنه يحرم على العامة وصغار طلاب العلم أن يحكموا بالكفر على مسلم أو على جماعة معينة من المسلمين أو على أناس معينين من المسلمين ينتسبون الى مذهب معين دون الرجوع فى ذلك الى العلماء كما أنه يجب على مسلم أن يجتنب مجالسة الذين يتكلمون فى مسائل التكفير وهم ممن يحرم عليهم ذلك لقلة علمهم.

(تسہیل العقیدۃ الاسلامیۃ: ص۲۹۳۔۲۹۷)

"اس لیے مسلمان کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ کسی معین شخص یا معین جماعت کی تکفیر میں جلدی نہ کرے یہاں تک کہ اس معین شخص یا جماعت میں کفر کا حکم لگانے کے لیے جمیع شروط موجود ہوں اور تکفیر کے وجود میں تمام موانع ختم ہو جائیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تکفیر معین کا مسئلہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے اور کسی معین شخص ،جماعت یا معین ادارے وغیرہ پر کفر کا حکم وہی لگا سکتے ہیں جو راسخ فی العلم ہیں کیونکہ اس قسم کی معین تکفیر میں دو اعتبارات سے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے: اس بات کو معلوم کرنا کہ معین مکلف سے جو قول یا فعل صادر ہوا ہے وہ کفر اکبر میں داخل ہے یا نہیں ؟اور دوسرا اس پہلو سے کہ اس صحیح حکم کی معرفت حاصل کرنا، جس کا اس مکلف پر اطلاق کرنا ہے اور اس بات کو معلوم کرنا کہ اس مکلف پر کفر کا حکم جاری کرنے کے جمیع اسباب پائے جاتے ہیں اور اس کی تکفیر میں جمیع موانع ختم ہو گئے ہیں یا نہیں ؟...اسی طرح عامۃ الناس اور چھوٹے درجے کے کسی مذہب کی طرف منسوب دینی طلباء کے لیے یہ حرام ہے کہ وہ کسی مسلمان یا مسلمانوں کی معین جماعت یا مسلمانوں میں سے متعین لوگوں کی تکفیر کریں، یہاں تک کہ وہ اس بارے اپنے علماء کی طرف رجوع نہ کرلیں۔ اسی طرح ایک مسلمان پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ ان لوگوں کی مجلس میں نہ بیٹھے جو تکفیری مسائل پر گفتگو کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر تکفیر کے مسئلے میں گفتگو، ان کے قلیل علم کی وجہ سے حرام ہے۔"

تکفیر غیر معین کی وضاحت:

تکفیر غیر معین کی مثال یوں سمجھیں کہ آپ کہتے ہیں:

☆ جو بھی مردوں سے استغاثہ کرتا ہے' وہ مشرک ہے۔

☆ جو بھی اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا' وہ کافر ہے۔

ایسی تکفیر جائز ہے اور ہر کوئی کر سکتا ہے بلکہ ایسی تکفیر تو ہر وہ شخص کر رہا ہوتا ہے جو قرآن کی تلاوت یا سنت کا مطالعہ کر رہا ہو۔ مثال کے طور پر جب ایک شخص قرآن کی آیت **" ومن لم یحکم بما أنزل اللہ فأولئك هم الکفرون"** کا مطالعہ کرے گا تو وہ ایک اعتبار سے اللہ کے کلام کی تلاوت کے ساتھ تکفیر بھی کر رہا ہوتا ہے۔

سلفی علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ اللہ نے اس آیت کو مطلق بیان کیا ہے لہذا اس آیت کا مطلق معنی و مفہوم یہی ہے کہ جو شخص بھی اللہ کی نازل کردہ شریعت کے علاوہ کے مطابق فیصلہ کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔ اب بعض صورتوں میں عملی اور مجازی کافر ہو گا یعنی ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہو گا اور بعض صورتوں میں وہ حقیقی کافر ہو گا یعنی ملت اسلامیہ سے خارج ہو گا۔ پس کافر تو وہ ہے لیکن یہ تعین کرنا باقی رہ جاتا ہے کہ وہ مجازی اور عملی کافر ہے یا حقیقی کافر ہے شریعت کی بعض دوسری نصوص سے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض صورتوں میں وہ عملی اور مجازی کافر ہو گا اور بعض میں حقیقی ہو گا۔ پس اگر کوئی شخص اللہ کی نازل کردہ شریعت کے علاوہ فیصلہ کرنے والے حاکم یا جج کو کافر کہے اور اس کی مراد عملی اور مجازی کفر ہو تو ایسا کہنا جائز ہو گا لیکن عرف میں چونکہ کافر کے لفظ سے کفر حقیقی مراد ہوتا ہے لہذا قائل کو یہ وضاحت ضرور کرنی چاہیے کہ اس کی مراد مجازی اور عملی کفر ہے۔

تکفیر معین

تکفیر معین کو اصل میں سمجھنے کی ضرورت ہے اور اس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے تکفیر کے مسئلے میں ٹھوکر کھائی ہے۔

معین کی تکفیر تین قسم کی ہو سکتی ہیں:

- فرد کی تکفیر
- نوع کی تکفیر
- جنس کی تکفیر

عام طور پر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ معین کی تکفیر سے مراد صرف فرد واحد کی تکفیر ہے حالانکہ معین کی تکفیر میں معین نوع یا جنس یا جماعت یا گروہ کی تکفیر بھی شامل ہے۔ اصول فقہ میں ایک اصطلاح 'خاص' کی ہے جس کی اپنے معنی و مفہوم پر دلالت قطعی ہوتی ہے اور

خاص کی تین قسمیں ہیں: خاص فردی ' خاص نوعی اور خاص جنسی۔ پس معین کی تکفیر میں شخص ' جماعت ' ادارہ یا گروہ وغیرہ بھی شامل ہے جیسا کہ اوپر شیخ عبد اللہ بن عبد العزیز جبرین رحمہ اللہ کا قول اس بارے گزر چکا ہے۔

پس معین کی تکفیر کی مثال یوں ہو گی:

☆ یا تو آپ فرد واحد کی تکفیر کریں مثلاً یوں کہیں کہ علامہ طالب جوہری یا پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کافر ہیں۔

☆ یا معین جماعت اور گروہ کی تکفیر کریں مثلاً یوں کہیں کہ شیعہ یا ہماری پارلیمنٹ یا پاکستانی حکمران یا ہماری عدلیہ یا افواج پاکستان کافر ہیں۔

اگر ایسی تکفیر عوام الناس یا گلی گلی پھرنے والے مفتی یا نام نہاد مفکرین اور مصلحین کریں تو ہمارے نزدیک یہ ایک فتنہ ہے ' جس سے امت مسلمہ کو بچانا چاہیے۔ ہاں! اگر درجہ اجتہاد پر فائز مستند علماء کی کوئی جماعت ایسی معین تکفیر کرے تو وہ اس کے اہل بھی ہیں اور مستحق بھی۔ لیکن علماء کی اس جماعت سے معین کی تکفیر میں کسی دوسرے صاحب علم و فضل کو اختلاف بھی ہو سکتا ہے۔

معین کی تکفیر چونکہ ایک اجتہادی معاملہ ہے اور اجتہاد میں قطعیت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب امت کا اس پر اجماع ہو جائے اور جب تک معین کی تکفیر پر اجماع نہ ہو اس وقت تک درجہ اجتہاد پر فائز علماء کی معین کی تکفیر علم ظن کا فائدہ دے گی لیکن یہ واضح رہے کہ یہ تکفیر

معین بھی ’عند العلماء‘ ہو گی اور ’عند اللہ‘ وہ معین شخص یا گروہ کافر ہے یا نہیں‘ اس کا تعین اللہ کے سوا کسی کو کرنے کا اختیار نہیں ہے اور یہ قیامت ہی کے دن واضح ہو گا۔

جب آپ کہتے ہیں کہ شیعہ کافر ہیں تو شاہ عبد القادر جیلانی نے شیعہ کے تقریباً فرقوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ہر ایک کے عقائد اور نظریات دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان میں سے بعض اہل سنت کے قریب ہیں مثلاً زیدیہ فرقہ۔ اسی طرح شیعہ کے علماء اور جہلاء کے عقائد میں بھی فرق ہے لہٰذا یہ اسلوب تکفیر درست نہیں ہے۔

<u>ہاں! یوں کہا جا سکتا ہے:</u>

☆جو شیعہ قرآن کو اللہ کی مکمل کتاب نہیں مانتا وہ کافر ہے۔
یہ تکفیر درست ہے لیکن یہ غیر معین کی تکفیر ہے۔ یعنی اصولوں کی روشنی میں غیر معین کی تکفیر کی جا سکتی ہے۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں:

☆جو عدلیہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتی اور اپنے اس فعل کو حلال سمجھتی ہے‘ وہ کافر ہے۔

یہ بھی غیر معین کی تکفیر ہے اور یہ بھی کی جا سکتی ہے لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ پاکستان کی عدلیہ کافر ہے تو یہ معین گروہ کی تکفیر ہو جائے گی جو درجہ اجتہاد پر فائز علماء کی جماعت کے لیے جائز ہے۔ کیونکہ علماء کی جماعت جب کسی معین شخص یا گروہ کی تکفیر کرتی ہے تو اس کے عقیدے کے بارے میں مکمل تحقیق کرتی ہے۔ شروط و موانع تکفیر کا لحاظ رکھتی ہے۔ ظاہر و تاویل کا فرق رکھتی ہے وغیرہ ذلک۔

مثال کے طور پر آپ یہ کہتے ہیں:

☆جو شاہ عبد القادر جیلانی سے استغاثہ کرے تو وہ مشرک ہے۔

یہ غیر معین کی تکفیر ہے لیکن بریلوی مشرک ہے یہ کہنا غلط ہے کیونکہ یہ معین کی تکفیر ہے۔ بریلویوں میں بعض ایسے حضرات بھی ہم نے دیکھے ہیں جو سلفی عقائد کے حامل ہوتے ہیں لیکن بریلوی کے نام سے اپنے تشخص کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے ہیں۔ ویسے تو سید أحمد شہید بریلوی بھی اپنے نام کے ساتھ بریلوی لگاتے تھے۔ بعض عوام الناس سلفیہ کا یہ کہنا کہ حنفی مشرک ہیں' قطعاًدرست نہیں ہے کیونکہ یہ بات معلومات ضروریہ میں سے ہے کہ حنفیہ میں عقیدے میں تقلید حرام ہے۔اسی لیے حنفیہ میں معتزلی بھی ہوتے ہیں جیسا کہ صاحب کشاف، سلفی بھی جیسا کہ ابن أبي العز حنفی رحمہ اللہ، ماتریدی بھی جیسا کہ ان کی اکثریت ہے اور أشعری بھی جیسا حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ۔اس لیے کسی سلفی کا یہ کہنا کہ حنفی مشرک ہیں درست نہیں ہے الا یہ کہ آپ ایک ایک حنفی کے پاس جا کر اس سے اس کے عقیدے کی تصدیق کر لیں۔یہاں سلفی حضرات اصل میں 'تحقیق مناط' میں غلطی کر رہے ہیں۔

وہ استخراجی منطق Deductive logic سے کام لے رہے ہیں جو یونانیوں کا طریقہ تھا یعنی انہوں نے ایک بھینس کالے رنگ کی دیکھی تو یہ دعوی کر دیا کہ دنیا کی سب بھینسیں کالے رنگ کی ہوتی ہیں حالانکہ اس بات کا امکان ہے کہ دنیا میں کوئی بھینس کالے رنگ کی نہ ہو۔ہمارے ہاں عام طور پر معاشرے میں اسی منطق سے کام لے کر تکفیر کی جاتی ہے۔کسی ایک بریلوی عالم

دین کا ایک قول لے کر پوری جماعت پر فتوی جڑ دیا جاتا ہے۔اسی طرح پارلیمنٹ کے ایک ممبر کے افعال و اقوال کو بنیاد بناتے ہوئے ساری پارلیمنٹ پر کفر کا فتوی تھوپ دیا جاتا ہے حالانکہ یہ بات ہم سب کے علم میں ہے پارلیمنٹ میں جمعیت علمائے اسلام کے لوگ بھی ہیں اور جماعت اسلامی کے اکابر بھی' جو نفاذ اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے دعویدار ہیں اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نمائندہ بھی پارلیمنٹ میں بعض اوقات شامل ہوتے ہیں۔ اسلامی جماعتوں کو تو چھوڑیں' خود سیاسی جماعتوں کے عقائد و نظریات میں فرق پایا جاتا ہے۔ مسلم لیگ کی گمراہی اور معصیت اس قدر نہیں جس قدر پیپلز پارٹی کی ہے تو دونوں کا حکم ایک کیسے ہو سکتا ہے؟

دوسری بنیاد جو ہمارے موضوع کا اب حصہ ہوگی وہ یہ کہ جن لوگوں کی تکفیر کی جا سکتی ہے وہ مختلف ہیں اسی طرح جو تکفیر کرنے کا حق رکھتے ہیں وہ بھی مختلف ہیں۔یہ بات ہم آنے والی سطور میں سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں واضح کریں گے. إن شاء الله

تکفیر کے لحاظ سے اقسام

1۔ اول: اصل کافر

اور کچھ لوگ وہ ہیں جن کی ہر مسلمان تکفیر کر سکتا ہے بلکہ ہر مسلمان پر انکی تکفیر کرنا لازم ہے۔

2۔ دوم: اسلام سے ارتداد اختیار کرنے والا

کچھ لوگ وہ ہیں کہ جن کی تکفیر کا حق صرف اور صرف علماء کو ہے اور کسی عامی کو یا دینی علم و حکمت سے کورے شخص کو نہیں۔

آیئے ہم اس مسئلہ کو تفصیلاً واضح کرتے ہیں۔

تکفیر کے لحاظ سے لوگ دو گروہوں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں

اول: اصل کافر

ان کو بھی دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1۔ایسے لوگوں کی تکفیر جن کا کوئی مذہب نہ ہو:

ان کی مثال دہریے لوگ ہیں (جو اللہ کے وجود اور اس کے خالق و مالک ہونے کے ہی انکاری ہیں) یا وہ لوگ (جو اللہ کو تو مانتے ہیں یعنی وجود کے قائل ہیں مگر دین بشمول اسلام کے نہیں) تمام مسلمان (عام آدمی، داعی، طلباء اور علماء اکرام) ایسے لوگوں کی تکفیر کر سکتے ہیں بلکہ کرنی واجب ہے اور اس گروہ کے ہر شخص کی بھی، جو ان جیسا عقیدہ اور اعمال رکھتا ہے کیونکہ یہ عقیدہ اور اعمال کفر اکبر ہیں (ایسا کفر جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے)

اللہ اور اس کے محبوب نبی محمد ﷺ نے ان لوگوں کی تکفیر فرمائی ہے اور اس پر علماء کا اجماع بھی ہے کہ یہ گروہ کافر ہیں۔

الشیخ عبید الجبری فرماتے ہیں:۔

"یہ کفار ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ کا کلمہ قبول ہی نہیں کیا"

مزید فرمایا:۔

"ہر مسلمان کو جان لینا چاہئے کہ قرآن و حدیث اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ دین صرف دو قسم کے ہیں ایک وہ جو اللہ کا کلمہ قبول کرتا ہے اور یہ مسلمان ہیں اور دوسرا وہ جو اللہ کے کلمہ کا انکار کرتا ہے یہ کفار ہیں۔"

2۔ ایسے شخص کی تکفیر کرنا جو اسلام کے علاوہ دوسرے ادیان مثلاً عیسائیت ، بدھ مت ، سکھ ازم، اور یہودیت وغیرہ کو مانتے ہیں، تمام مسلمان (عام آدمی، داعی، طلباء اور علماء اکرام) ان کی تکفیر کر سکتے ہیں بلکہ کرنی چاہئے ہر اس شخص کی جو ان گروہوں میں سے ہے کیونکہ ان کے عقائد اور اعمال کفر اکبر ہیں اور ان کے کفر کا بیان قرآن و حدیث اور اجماع اہل علم سے واضح ہے کہ یہ لوگ محمد ﷺ اور اسلام پر ایمان نہیں لائے۔

الشیخ عبید الجبری مزید فرماتے ہیں:

"وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی دعوت (دعوت آخر الزمان محمد ﷺ) سے اعراض کیا اور اسلام میں داخل نہیں ہوئے یعنی یہودی عیسائی اور ہندو وغیرہ۔۔۔ یہ کفار ہیں اس پر قرآن و حدیث اور علماء کا اجماع دلیل ہے۔ حتیٰ کہ ایسے لوگوں کی تکفیر نہ کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے امام الدعوۃ محمد بن عبد الوہابؒ اپنے دس نواقض اسلام میں ان لوگوں کے بارے جو اسلام کے علاوہ دوسرے ادیان کے پیروکار ہیں فرماتے ہیں تیسرا ناقض یہ ہے:

"جو کسی مشرک و کافر کو کافر یا مشرک نہ مانے یا وہ ان کے کفر میں شک رکھے یا انکے عقائد و نظریات کو درست تسلیم کرے، تو اس شخص نے کفر کیا۔"

(مولفات الشیخ محمد بن عبد الوھابؒ 212,213)

دوم: دین سے ارتداد اختیار کرنے والے:

کسی معیّن مسلمان یا معین مسلم حکمران کی تکفیر کرنا:

یہ کام صرف اور صرف متبحر فی العلم اور دین میں راسخ العلم کا حق ہے داعی یا دینی طالب علم کے لئے جائز نہیں بلکہ تمام طبقہ علماء بھی اس کے فیصلے کے مکلف نہیں ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان ،ارکان اسلام اور ارکان ایمان کو تسلیم کرنے کا دعوے دار ہوتا ہے۔قرآن وسنت میں ایسے شخص کی معین تکفیر نہیں کی گئی جیسا کہ گزشتہ بیان کردہ دو گروہوں کی گئی ہے۔اس کی وجہ ان کا اسلام کا اظہار اور مسلمان ہونے کا دعوی کرنا ہے۔

لہذا ایسے شخص کی تکفیر صرف تب ہی ممکن ہے جب اس کے فعل کا کفریہ یا شرکیہ ہونا قرآن و حدیث، فہم سلف سے ثابت ہو اور تکفیر معین کی تمام شروط پوری ہوں اور موانع (کفر سے بچانے والے اسباب) ختم ہو جائیں ،ان سب اصول وضوابط کا جائزہ لینے کے بعد صرف اور صرف اہل علم کو حق ہے کہ وہ کسی کلمہ گو کی تکفیر معین کریں، کیونکہ وہ اس کے مکلف ہیں نہ کہ ہماری گلیوں ، محلوں اور شہروں کے ''مفتیان''!

تنبیہ:

اگر ثبوت دستیاب ہو بھی جائیں اور شروط تکفیر پوری ہونے اور موانع کے ختم ہونے (یعنی اس سے مسلمان کے کافر ہونے کے قواعد وضوابط پورے ہونے) کے بعد بھی اگر اہل علم کسی وجہ (بڑے مفاسد سے بچنے، کسی مصلحت یا صرف نظر کرتے ہوئے) تکفیر نہ بھی کریں تو یہ بات سیرت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ کتنے ہی منافقین ایسے تھے جو تکفیر کے دائرے میں تھے مگر آپ ﷺ نے انکی تکفیر نہیں کی، حالانکہ شروط وثبوت موجود اور موانع ختم ہو چکے تھے۔ اس قضیہ مصلحت ورد مفاسد کی مزید وضاحت کے لیئے ہم اس مسئلے میں افراط و تفریط کے شکار ایک معروف تکفیری پیشوا کہ جن کو تکفیری حضرات بطور رہنما پیش کرتے ہیں، کی کتاب 'شرح نواقص اسلام' سے ہی ایک اہم اقتباس درج کرتے ہیں۔وہ لکھتے ہیں:

"ہمارے ہاں کچھ جذباتی نوجوان بالعموم یہ سوال اُٹھاتے ہیں کہ چلیں مان لیا یہ تین یا پانچ چیزویں موانع تکفیر ہیں (یعنی آدمی کی تکفیر کرنے میں مانع ہیں) لاعلمی، تاویل، اکراہ، خطا اور نسیان۔۔۔۔۔۔۔۔

تو اب اگر ہم کسی کفریہ فعل میں ملوث شخص کی بابت یہ دیکھ لیتے ہیں کہ نہ تو وہ لاعلم ہے اور نہ اس کے ہاں کوئی ایسی تاویل پائی جاتی ہے جو اس پر وہ حکم لگانے میں مانع ہوئی ہو، نہ اس پر وہ کفریہ فعل کروانے کیلئے کسی نے بندوق تان رکھی ہے کہ ہم کہیں کہ وہ کسی اکراہ کا شکار ہے نہ وہ خطا (یعنی بغیر قصد) وہ کام کر رہا ہے (بلکہ جانتے بوجھتے ہوئے اور بقائمی ہوش و حواس اس حرکت کا مرتکب ہو رہا ہے) اور پھر نہ ہی وہ کسی نسیان کا شکار ہے یعنی موانع تکفیر میں سے کوئی ایک بھی مانع اس شخص کے حق میں نہیں پایا جاتا تو آخر کیا وجہ ہے کہ ہم اس شخص کو کافر نہ کہیں ؟ یہ نواجوان کسی وقت یہ سوال بھی اٹھاتے ہیں کہ علماء نے ایسے کسی شخص کو کافر کیوں نہیں کہا؟

بلاشبہ کسی وقت ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص نواقض اسلام کا مرتکب بھی ہو اور اس کے حق میں موانع تکفیر (یعنی لاعلمی خطا، تاویل یا اکراہ وغیرہ) بھی نہ پائے جاتے ہوں۔۔۔۔۔ یعنی وہ اصولا پوری طرح تکفیر کا مستحق ہو، پھر کسی شرعی مصلحت کے پیش نظر یا دفع مفسدت کو مد نظر رکھتے ہوئے اہل علم اس کی تکفیر کے معاملہ میں توقف کیئے رکھیں یعنی اس پر ارتداد کے احکام لاگو نہ کریں اور معاشرے کے اندر ایک مسلمان سمجھا جانے کا اسٹیٹس کسی خاص وقت تک اس سے پھر بھی سلب نہ کریں۔

جامع ام القری مکہ مکرمہ میں عقیدہ کے ایک استاد اور ایک ممتاز عالم شیخ احمد آل عبد الطیف اس کی دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

"نبوی معاشرے کے اندر منافقین کے کفریہ اعمال عمومی طور پر چھپے رہتے تھے یہ درست ہے مگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ چند خاص منافقین کے کفریہ افعال ریکارڈ پر بھی آگئے تھے منافقین میں سے چند متعین لوگوں کا نواقص اسلام کا مرتکب ہونا، ان کے باطن تک محدود نہ رہ گیا تھا کہ جس کا مؤاخذہ صرف اللہ عالم الغیب کی ذات ہی قیامت کے روز جا کر کرے گی بلکہ ان کے ارتکاب کفر پر صاف و بین شواہد پائے گئے تھے یہاں تک کہ ان کے ارتکاب کفر کا پول کھولنے والے صحابہ کی گواہی کی تائید میں آیات وحی اتری تھیں مثلاً آیت:

[[لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ]]

یعنی (بہانے نہ بناؤ) عذر مت تراشو، یقیناً تم ایمان لے آنے کے بعد کفر کر چکے ہو (التوبہ 66) خاص متعین لوگوں کی بارے اتری تھی۔

وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

یعنی یقیناً یہ کفر کی بات کہہ چکے ہیں اور اپنے اسلام کے آنے کے بعد کفر کر چکے ہیں۔(التوبہ 74) بھی کچھ خاص لوگوں کی بابت اتری تھی جن کا کفر طشت ازبام ہو گیا تھا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ

یعنی جب ان سے کہا جائے، آؤ اللہ کا رسول ﷺ تمھارے لئے استغفار کر دے تو وہ (گھمنڈ سے)اپنے سر موڑ لیں اور تم دیکھو کہ وہ باز رہتے ہیں اس حال میں کہ وہ تکبر کر رہے ہوتے ہیں۔ (المنافقون 5)

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰي مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا

خرچ نہ کرو ان لوگوں پر جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں۔ یہاں تک کہ یہ (آپ ﷺ کے گرد سے) چھٹ جائیں۔(المنافقون: 7)

یہ سب متعین لوگوں کے معاملہ میں پیش آیا۔ یوں مستند روایات میں ایسے متعدد واقعات ملتے ہیں کہ مدینہ کے اندر کچھ کلمہ گو لوگوں کا مرتکب کفر ہونا" باطن" کے دائرہ سے نکل کر" ظاہر" کے دائرہ میں آتا تھا جبکہ ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ خاص مصالح کے پیش نظر ان کا کفر واضح اور معاشرتی سطح پر ان کے قابل مؤاخذہ ہونے کے بعد باوجود ان لوگوں پر ارتداد کے احکام لاگو نہیں کیے۔"

اعتراض:

اس کے رد میں بعض لوگوں کی جانب سے اگر یہ کہا جائے کہ یہ باتیں نبی ﷺ کو وحی کے ذریعے بتائی گئی تھیں جبکہ دنیوی احکام لاگو کرنے کیلئے معلومات کے انسانی ذرائع ضروری ہیں اس لیے نبی ﷺ نے ان لوگوں کی تکفیر نہ کی تھی یا وہ یہ کہیں کہ منافقین کا اس بات سے مکرنا کہ انہوں نے ایسی حرکات کی تھیں یا اس پر ایک طرح کا معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنا، اس بات پر دلیل ہوئی کہ وہ اپنے اس کفریہ فعل پر قائم بہرحال نہ رہے تھے لہذا اس کو ایک طرح کا ظاہری رجوع باور کرتے ہوئے ان کی تکفیر سے اجتناب برتا گیا۔

جواب:

ان شبہات کے جواب میں ہم کہیں گے کئی ایک باتیں ایسی بھی ریکارڈ پر ہیں کہ کسی منافق نے کھلم کھلا ایک کفریہ قول یا رویہ ظاہر کیا (اس کو جاننے کیلیے وحی واحد ذریعہ نہ رہا) نیز اپنے اس کفریہ قول یا رویہ پر اس کا معذرت خواہانہ رویہ بھی ہر گز ریکارڈ پر نہیں، مثال کے طور پر صحیح بخاری میں عبداللہ بن ابی کا یہ رویہ کہ جب رسول اللہ ﷺ ایک گدھے پر سوار ہو کر

عبداللہ بن ابی کے پاس پہنچے ،تو وہ بے لحاظ بکنے لگا :(الیک عنی واللہ لقد اذانی نتن حمارک)''پرے ہٹو'' واللہ (اللہ کی قسم) تمھارے گدھے کی سڑاند میرے ناک میں دم کر رہی ہے'' تب انصار میں سے ایک صحابی سے نہ رہا گیا اور وہ عبداللہ بن ابی کو مخاطب کر کے بولا :(واللہ لحمار رسول اللہ ﷺ اطیب ریحامنک) واللہ ! رسول اللہ ﷺ کا گدھا بو میں تم سے کہیں بہتر ہے، تب عبداللہ بن ابی کے قبیلے کا ایک آدمی عبداللہ بن ابی کیلئے طیش میں آیا اور اس انصاری کو گالیاں بکنے لگا،اس پر ہر دو کے قبیلے کے لوگ اپنے آدمی کیلئے بھڑک اُٹھے اور دونوں گروہوں کے مابین کھجور کی چھڑیوں، ہاتھوں اور جوتوں سے مار پیٹ ہونے لگی''۔
(صحیح بخاری کتاب الصلح باب ماجاء فی الاصلاح بین الناس اذا تفاسدوا)

غرض بعض افراد سے اس قسم کے کفریہ افعال اور رویے کھلم کھلا سرزد ہونے کے باوجود بعض شرعی مصالح کے پیش نظر ان لوگوں کی تکفیر سے احتراز برتا گیا اور دنیوی امور میں ان کا حکم ایک مسلمان کا سار کھا گیا یہاں تک کہ ایک علیحدہ نص کے ذریعہ سے جب تک ان کی نماز جنازہ سے نہ روک دیا گیا، آپ ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھنا تک موقوف نہ کیا۔

مقصد یہ کہ کسی شخص کے حق میں موانع تکفیرا گرزائل بھی ہو گئے ہوں لیکن کچھ مصالح اہل علم کی نظر میں ایسے ہوں جو اس کی تکفیر کی بابت سکوت کا تقاضا کریں یا اس کی تکفیر کرنے کی صورت میں وہ کچھ مفاسد اُٹھ کھڑے ہونے کا اندیشہ محسوس کریں تو اس صورت میں تکفیر سے احتراز کر رکھنا ان کے حق میں ایک جائز و شرعی رویہ ہو گا۔

عام لوگوں کو بہر حال اس مسئلہ (مسئلہ تکفیر) میں اہل علم ہی کے پیچھے چلنا ہے پس اگر کسی وقت شرعی اتھارٹی (جو کہ آج اس وقت علماء ہیں) کسی شخص یا گروہ پر نواقص اسلام کے ارتکا ب کے باوجود اس کو معین کر کے تکفیر کا حکم عائد کرنے سے محترز رہتے ہیں یا اس کے معاملہ میں

بوجوہ صرف نظر کر رکھتے ہیں جس کی بنیاد کوئی خاص حفظ مصالح یا دفع مفاسد ہو جبکہ ان مصالح اور مفاسد کا موازنہ بھی ظاہر ہے اہل علم ہی کر سکتے ہیں تو یہ بات شرعا غلط نہیں"۔

(نواقض اسلام از حامد کمال صفحہ نمبر 91-95)

لہذا تکفیری حضرات سے درخواست ہے اگر کوئی ایسی صورت حال پیش ہو اور علماء اہل السنۃ کسی معین شخص کی تکفیر میں (ثبوت و شروط پورے اور موانع ختم ہونے کے باوجود) توقف کریں تو ان پر لعن طعن اور مرجیئت کے فتوے جھاڑنے سے پرہیز کریں!

یہ کام محض اہل علم کا ہے۔ ہم اس میں چھیڑ چھاڑ کے اہل نہیں! یہ میدان ہمارا (عوام الناس اور عام اہل علم کا) نہیں ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی شخص کو مسلمانوں میں سے کافر قرار دے۔۔۔جب تک ثبوت پایہ تکمیل تک نہ پہنچ جائیں"

(مجموع الفتاوٰی 12/466)

مزید فرمایا:

"یقیناً کسی شخص کی تکفیر (معین) شروط اور موانع رکھتی ہے۔''

(مجموعة الفتاوى 488 -12/487)

شیخ محمد عمر بذمل، امام ابن تیمیہؒ کی اوپر بیان کردہ تکفیر معیّن کے بارے دونوں بیانات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"کوئی شخص معین (مسلمانوں میں سے) علماء اہل السنہ کے نزدیک کافر نہیں بنتا، ماسوائے مندرجہ ذیل وجوبات کے مکمل ہونے پر:

ا۔ ثبوت کا پایہ تکمیل کو پہنچنا (قرآن و سنت اور اجماع سلف صالحین سے)

۲۔ شروط کی مکمل موجودگی

۱۔(علم) صحیح حصول علم

۲۔(عمداً) کفریہ فعل کو جان بوجھ کر کرنا

۳۔موانع زائل ہونے پر جو کہ مندرجہ ذیل چار ہیں:

۱۔جاہل نہ ہو

۲۔کفریہ کام پر مجبور نہ کیا گیا ہو

۳۔غیر ارادی یا غلطی سے نہ چاہتے ہوئے کوئی کام سرزد ہو جانا

۴۔متاؤل یعنی کسی تاویل کی بنیاد پر کفریہ کام کر رہا ہے۔

لہذا کسی معین شخص کو اس وقت تک کافر قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک اوپر بیان کردہ معاملات سے اس کو توثیق نہ ہو جائے، جو کہ تکفیر مطلق کے برعکس ہے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"یقیناً تکفیر مطلق کی وجہ سے تکفیر معین لازم نہیں آتی حتی کہ (ثبوت ایک خاص یا معین فرد میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائے) شروط (تکفیر معین) پوری ہوں جائیں اور موانع ختم ہو جائیں۔"

(مجموع الفتاوٰی 88- 12/487)

یعنی ہم گزشتہ حصے میں یہ جاننے میں کامیاب رہے ہیں کہ کن لازمی اصولوں پر تکفیر کی جاتی ہے اوپر بیان کردہ صورتیں یہ تھیں:

۱۔ ثبوت کی موجودگی

۲۔ تکفیر معین کی شروط

۳۔ موانع تکفیر معین

یہ صرف کسی مسلمان کی تکفیر کے لیے ہے نہ کہ کسی کافر معین کے لیے کیونکہ وہ تو منکر اسلام ہیں۔ قاضی عیاض ؒ فرماتے ہیں:

ہم (تمام مسلمان) اس شخص کو کافر سمجھتے ہیں جو مسلمانوں کے دین کے علاوہ دوسرے ادیان کے پیروکار ہیں۔

(الشفاء تعریفه حقوق المصطفى 2/1671)

کیونکہ کسی معین مسلمان کو کافر قرار دینے کے لیے کچھ صورتیں درکار ہیں (مثلا کفریہ عمل کا ہونا شروط کا پایا جانا، موانع زائل ہونا) لہذا عہدہ تکفیر صرف اور صرف ان لوگوں کے لیے خاص ہے جو اسلام کا بھرپور علم رکھتے ہوں، علوم قرآن و تفاسیر کے اصولوں، حدیث نبوی کے علوم اور استدلال فقہ پر دسترس رکھتے ہوں یہ وہ لوگ ہیں جو جانتے ہیں کہ شروط پوری ہیں یا موانع زائل ہیں یا یہ کہ کس کا کام کفریہ ہے اور کس کا نہیں۔ بجائے یہ کہ گلی محلے کے مفتیان، جو کہ ان علوم اور قوائد سے کورے ہیں اور ایمان و کفر پر فیصلے کرتے پھریں۔۔۔!

اس بنیاد پر الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"کسی شخص پر ارتداد کا حکم لگانا یا کسی شخص کو دین سے خارج قرار دینا، صرف اہل علم کو زیب دیتا ہے اور وہ اہل علم جو راسخ العلم ہیں اور وہ شرعی قضاء کے عہدے پر ہوں یا مفتیان کرام ہوں۔ یہ بالکل دوسرے معاملات کی طرح ہی ہے۔ اور ہر کسی شخص کو، طالب علم کو اور انکو جو علم کے لیے مقرر ہیں اختیار نہیں لیکن جو ان میں نا سمجھ ہیں۔

یہ ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کے ارتداد کے بارے میں فیصلہ کریں چونکہ اس سے فساد پیدا ہو گا اور بعض اوقات ایسا ہو گا کہ کسی مسلمان کو کافر قرار دے دیں مگر وہ (حقیقت

میں)نہ ہو لہذا کسی مسلمان کی تکفیر کرنا اگرچہ اس میں نواقض میں سے کوئی پایا بھی جاتا ہو تو یہ ایک انتہائی خطرناک کام ہے"

"جس نے بھی اپنے بھائی کو کہا اے کافر، اے فاسق اور وہ نہ ہو تو الفاظ اسی کہنے والے پر لوٹ آتے ہیں۔"

لہذا وہ لوگ جو کسی شخص کے ارتداد کا فیصلہ کریں گے یا تو وہ قاضی ہوں گے جو فتوی دینے کے اہل بھی ہیں یا وہ جو ان کے فیصلوں کو نافذ کرتے ہیں یعنی مسلمانوں کے حکمران ہیں اس کے علاوہ جو بھی ہے وہ محض کھوکھلا پن ہے"

(مراجعان فی فقد الوافقی)

شیخ حفظہ اللہ اس بارے میں مزید فرماتے ہیں:

" یہ جہلاء پر لازم ہے کہ وہ خاموش رہیں، زبان مت کھولیں اور اللہ سے ڈریں جو غالب اور جلال والا ہے اور علم کے بغیر کلام مت کریں۔ "

اللہ فرماتا ہے:

وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

"اور یہ کہ تم اللہ پر وہ بات کہو جو تم نہیں جانتے۔"

(الاعراف : 33)

پس کسی جاہل شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ علمی معاملات پر کلام کرے، خاص طور پر ایسے معاملات جن کا تعلق ایمان و کفر، جہاد و قتال اور الولاء والبراء سے ہو جہاں تک اہل علم کی عزت و حرمت پر طعنہ زنی اور غیبت کا تعلق ہے تو یہ غیبت کی شدید ترین قسم ہے اور یہ کوئی جائز صورت نہیں۔

جہاں تک موجودہ حالات ہیں جو گزر گئے ہیں یا گزر رہے ہیں تو یہ لازم ہے کہ اس کے بارے میں مکمل تصدیق اور باہمی مشورے کے بغیر اہل علم کی خدمت میں پیش کریں تاکہ وہ جائزہ لیں اور اس کے بارے میں شرعی فتویٰ جاری کریں نہ کہ خود مدعی، خود گواہ، خود قاضی اور خود ہی جلاد۔۔۔۔۔!

جہاں تک عام مسلمانوں کا اور طالب علموں کا تعلق ہے تو گزارش ہے کہ یہ انکا مسئلہ نہیں۔۔ خاص طور پر کفر و ایمان کے فیصلے کرنا۔

وَاِذَا جَاءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِه وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَه مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُه لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا

اللہ رب العزت کا فرمان ہے اور جب ان کے پاس امن یا خوف کا کوئی معاملہ آتا ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر وہ اسے رسول کی طرف اور اپنے حکم دینے والوں کی طرف لوٹاتے تو وہ لوگ اسے ضرور جان لیتے، جو ان میں سے اس کا اصل مطلب نکالتے ہیں۔

(سورہ النساء: 83)

کہیں ایسے تمام لوگ اس سلسلے میں مغالطہ کھا کر خود ہی اس حکم کے مصداق ٹھہر جائیں گے جو وہ کسی پر لگا رہے تھے"۔

لہذا ایسے مسئلے میں زبان پر قابو رکھنا لازم ہے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے!

یہ بہت ہی خطرناک مسئلہ ہے تو اس میں اللہ سے ڈرنا چاہیے زبان کھولنے سے بچنا چاہیئے ماسوائے انکے جو ان مسائل میں اختیار دیے گے یا ذمہ داری دیے گے ہیں!

آخر میں اس مضمون سے جو نتیجہ اخذ ہوا وہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ ایسے لوگوں کی تکفیر کرنا جو لادین ہیں یعنی دہریئے، ہر مسلمان پر بلا تفریق ، مطلق یا معین دونوں طرح لازم ہے۔

۲۔ ایسے لوگوں کی تکفیر کرنا جو دوسرے ادیان کے پیروکار ہیں عیسائی ، یہودی، ہندو وغیرہ ہر مسلمان پر بلا تفریق مطلق اور معین دونوں طرح لازم آتا ہے۔

۳۔ کسی مسلمان کی تکفیر کرنا:

تکفیر مطلق ہو یا معین یہ کام صرف اور صرف راسخ العلم ،اہل قضاء جو اس عہدہ پر فائز ہیں ان کے علاوہ کسی کے لیے یہ کام جائز نہیں !

ایک شبہ :

تکفیری حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح وہ ایسے شخص کو جو لادین و باطل ادیان پر ہو اسکی تکفیر کر سکتے ہیں ایسے ہی انکے لیے یہ بھی لازم ہے کہ وہ اگر کسی مسلمان کو کفریہ کام کرتا دیکھیں تو اس کی بھی تکفیر کرنا اپنا حق و فرض سمجھیں۔

لیکن یہ کوئی سادہ وجہ نہیں، وہ لوگ جن کا کوئی مذہب نہیں یا جو دوسرے ادیان کے پیروکار ہیں اور اسلام اور ایمان کی جزویات کے منکر ہیں ان کی تکفیر ہر مسلمان پر بلا تفریق فرض و لازم ہے اس کے لیے شائد کثیر علم بھی درکار نہیں ہے۔ حتی کے ایک نو مسلم خود بخود یہ سمجھ جاتا ہے کہ پہلے وہ کافر کیوں تھا؟

جبکہ دوسری طرف کسی مسلمان شخص کو کافر قرار دینا چاہے عام مسلمان ہو یا حکمران یہ راسخ العلم افراد کا کام ہے اس وجہ سے کہ یہ ایک بہت ہی زیادہ احتیاط کا کام ہے کیونکہ وہ شخص اسلام کے ارا کین اور ایمان کی جزویات پر ایمان رکھنے کا دعویدار ہے اور خود کو مسلمان گردانتا ہے۔

لہذا جو اہل علم اس کام کے مکلف ہیں ان کے لیے لازمی ہے کہ وہ مندرجہ ذیل چیزوں کا راسخ علم رکھتے ہوں۔

۱۔ جانتے ہوں کہ کفر کی کتنی اقسام ہیں۔

۲۔ تکفیر کے قواعد وضوابط سے مکمل آشنا ہوں یعنی (عمل کے کفریہ ہونے یا نہ ہونے، ثبوت کی صحت، شروط وموانع کے بارے راسخ العلم ہوں)

۳۔ وہ علوم قرآن و تفاسیر، شروحات احادیث واستدلال، علم حدیث، فقہ اور عربی لغت سمیت دوسرے دینی علوم پر بھرپور دسترس رکھتے ہوں اور بالخصوص وہ اس تکفیر مطلق اور معین کے بارے پورا علم رکھتے ہوں۔

عام مسلمان کو اس مسئلہ میں زبان کھولنے سے بچنا چاہئے اور اس کام میں الجھنے کی بجائے فائدہ مند علم اور نیک اعمال میں رغبت رکھنی چاہیے، یہ اس کی درست سمت میں رہنمائی کرنے والی چیزیں ہیں اور اس مسئلہ کو انہی پر چھوڑ دیں جو اس کے ذمہ دار ہیں۔

خلاصہ

تمام مسلمان بلا تفریق مطلق اور معین دونوں طرح سے تکفیر کر سکتے ہیں مگر کسی مسلمان کی تکفیر مطلق و معین صرف اور صرف اہل علم کو جائز ہے۔
کسی ایسے شخص کو کافر یا مرتد قرار دینے کے لئے، جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور محمد ﷺ کو آخری نبی مانتا ہو اور اس عقیدہ پر عمل پیرا ہو، چاہے وہ صرف جمعہ ہی کی نماز ادا کرتا ہو، رمضان کے روزے رکھتا ہو، حج کرتا ہو۔ بہت وسیع علم کی ضرورت ہے ! لہذا غلط تکفیر اور اس کے عتاب سے بچنے کے لیے از حد ضروری ہے کہ اس کام کو متعلقہ لوگوں کے ذمہ ہی رہنے دیا جائے تاکہ کسی فتنہ و فساد سے بچا جا سکے !

وہ مسلمان جو عام لوگ ہیں، داعی ہیں یا طالب علم ان کو رسول اللہ ﷺ کی اس تنبیہ سے ڈرتے رہنا چاہئے کہ :
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"مکر و فریب کے وہ سال قریب ہیں جو لوگوں پر آئیں گے، ان میں جھوٹے کو سچا کریں گے اور سچے کو جھوٹا اور چور کو ایماندار اور ایماندار کو چور اور رویبضہ اسی زمانے میں بات کرے گا"۔
لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ رویبضہ کیا ہے ؟
آپ ﷺ نے فرمایا:
"وہ حقیر اور کمینہ آدمی جو لوگوں کے عام معاملات (انتظام) میں دخل دے گا"۔
(ابن ماجہ، کتاب الفتن شدۃ الزمان حدیث 4172)

درود سلام ہو محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر اور رحمتیں ہوں اصحاب و اصحابیاتِ محمد ﷺ اور ان کے پیروکاروں پر !